اللہ سے اچھا گمان رکھو

الحمد لله ربّ العالمين، والصّلاةُ وَالسّلامُ عَلى سَيّد الأَنبياءِ وَالمرسَلين، وعَلى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْن، وَمَن تَبِعَهُم بِإِحْسَانٍ إِلى يَوْمِ الدِّين، أَمّا بَعد: فَأَعُوْذُ بِالله مِنَ الشّيطانِ الرَّجِيْم، بِسْمِ الله الرَّحْمنِ الرَّحِيْم.

حضور پرنُور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے! اللَّهُمَّ صلِّ وسلِّمْ وبارِكْ علَى سيّدِنَا ومولانا وحبيبِنا مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِهِ وصَحبِهِ أجمعين.

قرآن وحدیث کی روشنی میں حُسنِ ظن کا مفہوم

عزیزانِ محترم! ظن عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنٰی گمان کرنے کے ہیں، جبکہ حُسنِ ظن کا معنی اچھا گمان ہے، یعنی دوسروں کے اَقوال واَفعال میں اچھا پہلو مراد لینا حسنِ ظن کہلاتا ہے، حُسنِ ظن اَہلِ ایمان صالحین کی بہترین صفت ہے، جب بندۂ مؤمن گناہوں سے بچ کر تقویٰ وپرہیزگاری اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ پر اعتماد وبھروسا رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی اُس کے گمان کے مطابق اُس پر کرم فرماتا ہے، نبیِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «قَالَ اللهُ ﷻ: أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، إِنْ ظَنَّ خَيْراً، وَإِنْ ظَنَّ شَرّاً»[1] "اللہ جلّ جلالہ فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اُس سے برتاؤ کرتا ہوں، چاہے وہ مجھ سے اچھا گمان رکھے، چاہے بُرا"۔

---

(١) "صحيح ابن حِبّان" كتابُ الرَّقائق، ر: ٦٤٠، صـ١٦٠.

اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھے گمان کا معنی و مفہوم ومقاصد

برادرانِ اسلام! خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ سے حُسنِ ظن کا معنی یہ ہے کہ بندۂ مؤمن اپنے ربِ کریم سے رحم وکرم کی اُمید لگائے رکھے، اُس کی رَحمت سے کبھی مایوس نہ ہو کہ "اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو مُعاف نہیں فرمائے گا" بلکہ اچھا گمان رکھے، اللہ تعالیٰ سے متعلق حُسنِ ظن ایمان باللہ کی بنیاد، اُس کی رَحمت، جُود وکرم، اُس کی ہیبت اور اُس کے قادرِ مطلق ہونے پر یقین، مؤمن کے عقیدے کا لازمی جُز ہے، عبادات کی بجاآوری کے ساتھ ساتھ اللہ رب العالمین سے رَحمت واِحسان کا بھی گمان رکھنا چاہیے؛ کہ اللہ تعالیٰ بڑے فضل وکرم والا ہے، یہاں تک کہ بندۂ مؤمن کو مَوت بھی اِس حالت میں آئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حُسنِ ظن رکھے ہوئے ہو، تاجدارِ کونَین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: «لاَ يَمُوْتَنَّ أَحَدُكُمْ إِلاَّ وَهُوَ يُحْسِنُ بِالله الظَّنَّ»(۱) "تم میں سے جسے مَوت آئے تو اِس حالت میں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رَکھے ہو"۔

حُسنِ ظن اور بدگمانی

محترم بھائیو! ظن کے معنی گمان کے ہیں اور اِس کی دو قسمیں ہیں: پہلی قسم حُسنِ ظن یعنی اچھا گمان اور اچھی سوچ رکھنا ہے، دوسری قسم سُوئے ظن یعنی بدگمانی اور غلط سوچ رکھنا۔ بدگمانی دِین ودنیا کی خرابی کا باعث ہے، جبکہ حُسنِ ظن دِین ودنیا کی اچھائی و بھلائی کا باعث ہے، اچھے گمان سے زندگی خوشگوار بنتی ہے، باہمی محبت ونیکیوں میں اِضافہ ہوتا ہے، جبکہ بدگمانی میں مبتلا شخص شیطان کے دامِ فریب میں

---

(۱) "صحیح مسلم" کتابُ الفتن، ر: ۷۲۲۹، صـ۱۲٤٦.

گرفتار رہتا ہے، حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے، دوسروں کو حقیر جانتا ہے، اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر سمجھتا ہے، نیز دوسروں کی غیبت میں بھی مبتلا رہتا ہے، الغرض بدگمانی سے عدم اعتمادی کی فِضا قائم ہوتی ہے، نفرتیں پھَیلتی ہیں، بُرائیاں جنم لیتی ہیں، گمراہی میں اِضافہ ہوتا ہے، اور اِنفرادی واِجتماعی زندگی متأثر ہوکر رہ جاتی ہے۔

برادرانِ اسلام! کسی کو آپس میں بات کرتا دیکھ کر یہ سوچنا کہ یہ میرے خلاف بات کر رہا ہے، یہ شدید بدگمانی ہے، عبادت واَعمالِ صالحہ اَنجام دینے والے کے بارے میں یہ سوچنا کہ "یہ شخص رِیاکار ودھوکا باز ہے" یہ بھی بدگمانی ہے، اسی طرح خَوفِ خدا سے رونے والے، دِینِ متین کے لیے جدوجہد کرنے والے، نعت شریف پڑھنے والے، تقریری وتحریری خدمات اَنجام دینے والے اور حُسنِ اَخلاق کا مُظاہرہ کرنے والے کو رِیاکار، دھوکا باز، ڈرامہ باز، لالچی وغیرہ جیسے الفاظ سے تعبیر کرنا اور سمجھنا بھی، بدگمانی، کم ظَرفی، مُنافقت اور شیطانی وار ہے، جبکہ اِن اُمور کو اچھے پہلو پر محمول کرنا حُسنِ ظن کہلاتا ہے۔

عزیزانِ گرامی! بدگمانی گناہ ہے، اس سے بچنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾(۱) "اے ایمان والو! زیادہ گمان کرنے سے بچو، یقیناً کچھ گمان گناہ بھی ہوتے ہیں"۔

---

(۱) پ۲٦، الحجرات: ۱۲.

مفسّرینِ کرام فرماتے ہیں کہ "مسلمان بھائی پر بدگمانیاں مت کیا کرو، اگر اُس کے کام یا کلام میں اچھا پہلو نکل سکتا ہو، تو اُسے خواہ مخواہ بُرے پہلو پر محمول مَت کرو"[1]۔

اللہ تعالی سے حُسنِ ظن اچھے خاتمے کا باعث ہے

حضراتِ گرامی قدر! خالقِ کائنات جَلَّ جَلالُہٗ سے اچھا گمان رکھنا ضروری اور سُوئے ظن منع ہے؛ کہ اللہ تعالیٰ پر بدگمانی گناہِ عظیم ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ سے حُسنِ ظن خیر وسَعادتمندی کا سبب اور اچھے خاتمے کا بھی باعث ہے، بندۂ مؤمن اپنے معبودِ برحق اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ہمیشہ اچھا گمان رکھتا ہے، اور اسی اُمید سے بارگاہِ الٰہی میں دستِ دُعا پھیلائے رکھتا ہے، جب بندہ پختہ یقین سے لَو لگاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندہ کو مایوس نہیں لَوٹاتا، اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عالی شان ہے: ﴿وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُوْنَ﴾[2] "اللہ تعالیٰ کی رَحمت سے مایوس مَت ہو، یقیناً اللہ کی رَحمت سے کافر لوگ ہی نااُمید ہوتے ہیں"۔ صرف اچھے گمان اور یقینِ کامل کے ساتھ آس واُمید لگانے کی دیر ہے، پھر رَحمتِ الٰہی بارش کی طرح چھما چھم برستی ہے۔

عزیز ساتھیو! مایوسی گناہ وگمراہیّت ہے، حضرت سیّدنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی بڑھاپے تک کوئی اَولاد نہیں تھی، لیکن جب فرشتوں نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو بیٹے کی خوشخبری دی، تو آپ بے حد خوش ہوئے، بحکمِ خداوندی فرشتوں نے عرض کی: ﴿وَمَنْ

---

(۱) "تفسیر نور العرفان" ص ۸۲۴۔

(۲) پ۱۳، یوسف: ۸۷.

يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾[1] "اپنے رب کی رحمت سے گمراہ لوگ ہی نااُمید ہوتے ہیں"۔ سیّدنا ابراہیم علیہ السلام مایوس نہیں ہوئے تھے؛ کہ رب تعالیٰ سے مایوس ہونا نبی کی شان کے خلاف ہے، لہٰذا اَولاد کی امید اور اللہ تعالیٰ پر یقینِ کامل کی بدَولت، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اَولادِ نرینہ سے نواز دیا۔

رفیقانِ ملّتِ اسلامیہ! اگر بتقضائے بَشریّت کوئی گناہ سرزَد ہو جائے، تو نااُمیدی کے بجائے مُعافی کی قوی اُمید کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں سچی توبہ کر لینی چاہیے؛ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تَوبہ ضرور قبول فرماتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِن رَّحْمَةِ الله إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعاً إِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾[2] "اے حبیب! آپ فرمادیجیے کہ اے میرے وہ بندو جنہوں نے گناہ کرکے اپنے آپ پر زیادتی کی! اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہوں، یقیناً اللہ تعالیٰ سب گناہ بخش دیتا ہے، یقیناً وُہی بخشنے والا مہربان ہے"۔

فردو مُعاشرے پر حُسنِ ظن کے اثرات

عزیزانِ محترم! حُسنِ ظن سے دلی سُکون کے ساتھ ساتھ فَرد و مُعاشرے پر بھی اچھے اثرات مرتَّب ہوتے ہیں، باہمی اتفاق واِتحاد اور محبّت واُلفت کی فِضا قائم ہوتی ہے، جہاں تک ممکن ہو دوسروں کے اَفعال و گُفتار کو دُرست واچھے پہلو پر محمول کرنا چاہیے، اِس سے مُعاشرے میں لڑائی جھگڑا اور فِتنہ وفساد کے بجائے اَمن واَمان

---

(١) پ١٤، الحجر: ٥٦.

(٢) پ٢٤، الزُّمر: ٥٣.

قائم رہتا ہے، جبکہ بدگمانی شیطانی ہتھکنڈہ اور جھوٹ پر مبنی سوچ ہے، جس سے بچنا بہت ضروری ہے، سرکارِ دوعالَم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ؛ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ»[1] "بدگمانی سے بچو؛ کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے"، لہٰذا ہم میں سے ہر ایک کو دوسرے سے متعلق اچھا گمان ہی رکھنا چاہیے۔

خاندانی زندگی پر حُسنِ ظن کے اثرات

عزیزانِ گرامی! حُسنِ ظن کے خاندانی اُمور پر بھی بہت اچھے اثرات مرتّب ہوتے ہیں، حسنِ ظن کی بدَولت خاندان میں بھی اُلفت ومحبت، اتفاق واتحاد کی فِضا قائم رہتی ہے، اچھا گمان خاندان کی اَچھائی کا اور بُرا گمان بُرائی کا ذریعہ بنتا ہے، بندہ جیسا گمان رکھتا ہے، اُسے وَیسا ہی پھل ملتا ہے، لہٰذا ہمیں دیگر لوگوں کے ساتھ ساتھ اپنے خاندان والوں سے بھی حُسنِ ظن رکھنا چاہیے۔

صحابۂ کِرام کی کرامت

جانِ برادر! سرورِ کونَین ﷺ کے تعلیم یافتہ صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالی عنہم اللہ تعالی سے حُسنِ ظن اور اُس کی ذات پر کامل توکُّل کے پَیکر ہوا کرتے، اِنہی میں حضرت سیّدنا سعد بن ابی وَقاص رضی اللہ تعالی عنہ بھی ہیں، جو ایک معرکہ میں اللہ تعالی سے حُسنِ ظن اور کامل توکُّل کی بِنا پر دریا میں کُود گئے، مَروی ہے کہ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک لشکر مَدائن کی جانب روانہ فرمایا، حضرت سیّدنا سعد بن ابی وَقاص رضی اللہ تعالی عنہ کو اُن پر امیر مقرّر فرمایا، اور حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ کو اُس لشکر کا قائد بنا دیا، جب وہ

(۱) "صَحيحُ الْبخاري" كتابُ الوَصَايا، ر: ٢٧٤٨، صـ٤٥٣.

دریائے دَجلہ کے کنارے پہنچے تو کوئی کشتی وغیرہ نہیں پائی جس کے ذریعے دریا پار کر سکیں، حضرت سیّدنا سعد بن ابی وَقاص اور حضرت سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہما نے دریا سے فرمایا: «يا بحر! إنّك تجري بأَمر الله، فبحرمةِ محمدٍ ﷺ وبعدلِ عُمر خليفةِ الله، إلاَّ خَلَّيْتَنَا والعُبُورَ» "اے دریا! یقیناً تو اللہ تعالی کے حکم سے جاری ہے، تجھے ہمارے آقا محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی حُرمت اور اللہ کے خلیفہ حضرتِ عمر کے عدل واِنصاف کا واسطہ! ہمیں راستہ دے؛ کہ ہم پار ہوجائیں"، وہ لشکر اپنے گھوڑوں اور اُونٹوں کے ساتھ دریائے دَجلہ کے اُوپر سے گزرتے ہوئے مَدائن اِس حال میں پہنچا کہ اُن کے پاؤں بھی گیلے نہیں ہوئے[1]۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالی سے جتنا پختہ گمان ہو گا، وَیسا ہی اس کا نتیجہ بھی ہو گا، لہٰذا ہمیں بھی ہر حال میں اللہ تعالی سے حُسنِ ظن رکھنا ہے؛ تاکہ مزید برکتیں نصیب ہوں۔

اے اللہ! ہمیں حُسنِ ظن کی دَولت سے مالامال فرما، بدگمانی سے محفوظ ومأمون فرما، اے اللہ! ہمارے ظاہر وباطن کو تمام گندگیوں سے پاک وصاف فرما، اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اِرشادات پر عمل کرتے ہوئے قرآن وسُنّت کے مطابق اپنی زندگی سنوارنے، سرکارِ دوعالَم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اور صحابۂ کِرام رضی اللہ تعالی عنہم کی سچی محبّت اور اِخلاص سے بھرپور اِطاعت کی توفیق عطا فرما، ہم پر اپنی نعمتوں کی فراوانی اور اِن میں دَوام عطا فرما، اِن کی حفاظت وشکر کی توفیق عطا فرما، ہمیں دنیا وآخرت میں بھلائیاں عطا فرما، پیارے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پیاری دعاؤں سے وافر حصّہ عطا فرما، ہمیں اپنا اور اپنے

---

(١) "إزالة الخفاء" الفصل ٤، الجزء ٢، صـ١٦٨.

حبیبِ کریم ﷺ کا پسندیدہ بنا، اے اللہ! متّحدہ عرب اِمارات کے بانی شیخ زاید اور دیگر حکّام کی مغفرت اور اُن پر اپنی رَحمت فرما، شیخ خلیفہ اور دیگر حکّامِ اِمارات کی حفاظت فرما، اِن سے وہ کام لے جس میں تیری رِضا شاملِ حال ہو، تمام عالَمِ اسلام کی خیر فرما، آمین یا ربّ العالمین!۔

وصلّى الله تعالى على خير خلقِه سيّدنا ونبيّنا وحبيبنا وقرّة أعيننا محمّدٍ وّعلى آله وصحبه أجمعين وبارَك وسلَّم، والحمد لله ربّ العالمين!.